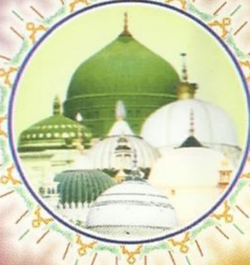
فیضانِ کلیام

تصوف و سلوک کے انوار کا مرقع



سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عادات و معمولات

مجھے ہے حکمِ اذاں لا الٰہ الا اللہ



ادب و تعظیم روحِ تصوف

حافظ حضرت سید محمود عبداللہ شاہ کرخی المعروف عربی شاہ قلندرؒ

سپیشل ایڈیشن

حضرت خواجہ حافظ محمد شریف صاحب

تبدیلیٔ نسب اور احکامِ شریعت

حضرت خواجہ الف دین چشتی صابری کلیامیؒ

فیضانِ کلیام

تصوف وسلوک کے انوار کا مرقع

جلد 1، شمارہ 4، جمادی الثانی 1429ھ جون 2008ء

بفیضان نظر

قدوۃ الحق والدین، خواجہ خواجگان، شیخ عالم، شہنشاہ چشت

حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری ثم اجمیریؒ

زبدۃ الاولیاء، شیخ کامل، پیر طریقت،

بانی سلسلہ چشتیہ صابریہ کلیام شریف

حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ

بفیضان کرم

سلطان العاشقین، شیخ المشائخ، فرد الزمان

حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ

جگر گوشہ حضرت خواجہ حافظ محمد شریف چشتی صابری کلیامیؒ

حضرت خواجہ ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ

زیر نگرانی

صاحبزادہ محمد عارف چشتی صابری کلیامی

زیب سجادہ صابری آستانہ مورت

حُسنِ ترتیب

صابری آستانہ مورت

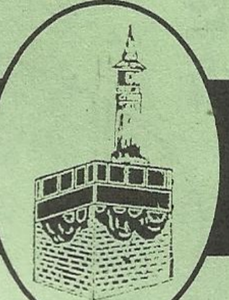
تحصیل فتح جنگ ضلع اٹک

0333-5131584

kaliamisarkar@hotmail.com

www.kalyamsharif.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم



فرمان رب العالمین

یا ایها الذین امنو لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجهروا له بالقول کجهر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم و انتم لا تشعرون O ان الذین یغضون اصواتهم عند رسول الله اولئک الذین امتحن الله قلوبهم للتقوی لهم مغفرة واجر عظیم O (سورة الحجرات)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنی آواز کو نبی ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ نبی ﷺ کے ساتھ اونچی آواز کے ساتھ بات کیا کرو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے بات کرتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے سارے اعمال غارت ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ جو لوگ رسول خدا ﷺ کے حضور بات کرتے ہوئے اپنی آواز پست رکھتے ہیں در حقیقت وہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کیلئے چن لیا ہے، ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔



فرمان رحمۃ اللعالمین

عَنْ اَنَسٍ رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صل اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ لَوْ کَانَ لِاِبْنِ اٰدَمَ وَادِیَانِ مِنْ مَّالٍ لَا بْتَغٰی وَ ادِیًا ثَالِثًا وَّلَا یَمْلَاُ جَوْفَ ابْنَ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَبُ وَ یَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰی مَنْ تَابَ (صحیح المسلم کتاب الزکوٰۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر آدمی کی دو وادیاں مال کی ہوں تو بھی وہ تیسری ڈھونڈتا ہے اور آدمی کا پیٹ تو مٹی ہی بھرتی ہے۔ اور اللہ اس کی طرف رجوع فرماتا ہے جو توبہ کرے (یعنی جو دنیا کی حرص سے باز آئے اسے قناعت عطا ہوتی ہے)



حمد باری تعالیٰ / نعت رسول مقبول ﷺ



گھٹا لطف و کرم کی تیرے بندوں پر سدا برسے
نہیں لوٹا ہے خالی ہاتھ کوئی بھی تیرے در سے
منور چاند، سورج اور ستارے نور سے تیرے
اُجالا ہے زمانے میں تیری ذات مطہر سے
برابر ہے عطا تیری موحد اور مشرک پر
سخاوت کی گواہی مل رہی ہے بحر سے، بر سے
ہر اک لب پر تیرے ہی نام کی تسبیح جاری ہے
فضائیں گونج اٹھیں نعرہ اللہ اکبر سے
سحر کا نور، دریا کی روانی شب کا سناٹا
ترا حسن فراواں جلوہ گر ایک ایک منظر سے
تصور سے تیرے ذہنِ بشر نے روشنی پائی
شعور و آگہی انسان نے پایا تیرے در سے
یہ تیرا ذکر تو وجہ سرور زندگی ٹھہرا
کہ یہ آواز تو اٹھتی ہے میرے دل کے اندر سے
ثنا کرتا رہے ہر وقت تیری عمر بھر لیکن
ثنا کا حق ادا ہوتا نہیں ہے پھر بھی شاکر سے
نوازا ہے سروؔر انبالوی کو ہر قدم تو نے
گلہ کس بات کا ہو پھر اسے اپنے مقدر سے

سروؔر انبالوی

آتی ہے بہار آمد شاہ دوسراؐ ہے
مہمان کے لینے کو چلے، قصد صبا ہے
پائی ہے جو بُو، اور ہی پھولوں میں ہوا ہے
جو سرو ہے، وہ منتظرِ شاہ کھڑا ہے
ہے چشم بره، سر کو جھکاتی نہیں نرگس
پھولے ہوئے جامے میں سماتی نہیں نرگس
آمد ہے جو خورشیدِ رسالتؐ کی سر خاک
سجدے کو سر خاک جھکے پڑتے ہیں افلاک
ہر وقت کواکب کو بھی اس بات کی ہے تاک
آنکھوں میں لگے سرمہء خاک قدم پاک
حوریں بھی ہیں خوش، عیش پہ غلماں بھی تلے ہیں
ہے بارش رحمت، در فردوس کھلے ہیں
ابلیس کے گھر میں عجب طرح کا ماتم
آنکھوں میں اندھیرا ہے کہ پر نور ہے عالم
صحراؤں میں یوں بھاگتا پھرتا ہے وہ اظلم
جس طرح ہرن شیر کی بُو پا کے کرے رم
چھپتے ہوئے پھرتے ہیں اب آڑوں میں شیاطیں
ٹکراتے ہیں سر اپنے پہاڑوں میں شیاطیں
لو آج ولادت ہے شہ عقدہ کشاؐ کی
واجب ہے خوشی جوہ محبوبؐ خدا کی
رونق ہے عجب آج کے دن ارض و سما کی
ضو بڑھ گئی ہے مشتری و ماہ و سہا کی
یہ گنج سعادت ہے، یہ خالق کی عطا ہے
گھر گھر جو بجے نوبتِ شادی تو بجا ہے

امیر مینائی

ہدیہ عقیدت

بصد ادب و تعظیم ہدیہ عقیدت بارگاہِ خواجہ خواجگان بانی سلسلہ چشتیہ کلیام شریف

حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ

عقیدت گزار: عمران علی

حمد و ثنا خدا کے لئے تعظیمِ مصطفٰی ﷺ
رحمت خدا کی برسے ، بر مولیٰ مرتضیٰ ؑ
مظہر علی نے آپکو بخشا ہے وہ مقام
دنیا کے تاجدار ہیں خواجہ تیرے غلام

☆☆☆

حافظ شریفؒ نام ہے ، شہرت ہے نور سے
چمکا نصیب جسکو بھی نسبت ہے نور سے
شہبازِ لا مکاں ہیں عشاق کے امام
خواجہ فضلِ ہمارے پیا آسماں مقام

☆☆☆

عبد الستار خواجہِ کلیام کے ہیں والی
مرشد سے خاص نسبت ، شان ان کی ہے نرالی
مہکی ہے جن کے دم سے چشتی گلوں کی مالا
نام اُن کا ہے ولایتِ نسبت کا رنگ نرالا

☆☆☆

نسبت ہے بس تمہی سے ، نہیں اور اب کسی سے
تیرے آستاں سے رشتہ نہیں اور اب کسی سے

اداریہ

اذنِ نوا

مجھے ہے حکم اذاں لا الہ الا اللہ

موجودہ مادی دور جس طرح ہر برائی کو اچھائی، بدی کو نیکی اور فساد کو اصلاح کا نام دینے لگ پڑا ہے اور ہر سمت الٹی گنگا بہہ نکلی ہے یہ سلسلہ نہ صرف عام معاملات زیست میں اپنا اثر دکھا چکا ہے بلکہ وہ چند خاص شعبے جو صرف للّٰھیت، اخلاص، محبت، دیانت داری اور بے لوث صفات کے حامل تھے جن میں دکھلاوا ریاکاری، جھوٹ، ملاوٹ، تصنع جیسی قبیح صفات کا شائبہ تک نہ تھا بلکہ جو شخص ان بری صفات میں سے کسی ایک میں بھی ملوث ہوتا وہ ان مقدس شعبوں میں سے کسی ایک کے لئے بھی اہل تصور نہ کیا جاتا تھا،

مگر شومئی قسمت آج سب کچھ الٹ ہو چکا ہے اور جو نا اہل تھا وہ اہل گردانا جا چکا ہے جو بری صفات کا حامل ہے وہی ان مقدس شعبوں کا نگران اور رکھوالا بن چکا ہے۔ بقول کسے

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

آج باقی شعبوں کی طرح تصوف میں بھی جھوٹ ملاوٹ ریاکاری کا دور دورہ ہو چکا ہے اور نام نہاد اہل طریقت صوفیاء کے پاکیزہ گروہ پر ایک دھبہ کی طرح موجود نظر آتے ہیں۔ جن کے حقیقی روپ کو حضور سیدنا غوث الاعظم شیخ الکل حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ نے اپنی کتاب میں یوں آشکار فرمایا ہے:-

اے صاحب ہوس خواہشات کے پجاری مقبولان بارگاہ کی ہمسری کا دعویٰ نہ کر۔ اس لئے کہ:-

- ☆...... تو خواہش اور ہوس کی بندگی کرتا ہے۔ اور وہ اپنے خالق و مالک کی اتباع کرنے والے ہیں
- ☆...... تجھے دنیا کی رغبت ہے اور ان بندگان خدا کی رغبت آخرت میں ہے۔
- ☆...... تیری نگاہ دنیا پر اٹکی ہوئی ہے جبکہ وہ آسمان و زمین کے پروردگار کے دیدار کی تجلیات سے مشرف ہیں۔
- ☆...... تیرا دلی لگاؤ مخلوق کے ساتھ ہے جبکہ ان کا رشتہ مالکِ عرش کے ساتھ وابستہ ہے۔
- ☆...... تو دنیا (کے ساز و سامان) میں دیکھتا ہے اس کا گرفتار ہو جاتا ہے لیکن ان کی نگاہ متاعِ دنیا پر نہیں بلکہ ان کے خالق و مالک پر ہوتی ہے۔
- ☆...... جس کو ظاہری آنکھوں سے نہیں (بلکہ دیدہ باطن سے) دیکھا جا سکتا ہے
- ☆...... وہ (گروہ اصفیا متاع دنیا سے) نجات حاصل کر کے فائز المرام ہو گئے لیکن تو ابھی تک اپنی خواہشات میں گرفتار اور اسبابِ دنیا کا اسیر ہے
- ☆...... وہ مخلوق، خواہشات ارادے اور آرزوں سے نکل کر اللہ تعالیٰ کے قرب کی سعادت حاصل کر گئے، اللہ تعالیٰ نے انہیں منتہائے عبادت یعنی اتباع حمد و ثناء کے بلند مقامات پر فائز کر دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے جسے وہ چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ پس انہوں نے عبادت، حمد و ثنا کو لازم جانا اور اس کام میں ہمیشگی کو اللہ تعالیٰ کی توفیق اور بے مشقت آسان کرنے سے اپنایا اس طرح عبادت ان کی روح کی غذا ہو گئی ان

کیلیئے نعمت وسرور ہوگئی گویا دنیا انکے لئے جنت الماویٰ ہے اس لئے کہ وہ متاع دنیا میں سے کسی بھی چیز کو دیکھتے وقت اس کے خالق و مالک اور پیدا کرنے والے پر نظر رکھتے ہیں۔(پس یہی وہ مبارک لوگ ہیں) کہ ان سے زمین وآسمان کا ثبات اور انہی کے ذریعے زندوں اور مردوں کا آرام وسکون قائم ہے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی زمین کیلیئے ایک مرکز بنایا ہے اور یہ ایسے پہاڑ کی طرح ہیں جو اپنی جگہ قائم ہیں۔

لہذا جنہیں ماں باپ اور آل اولاد بھی اپنے ارادے سے نہ روک سکی تو بھی ان کے راستے میں آ کر مزاحمت نہ کر اور الگ ہو جا۔وہ اللہ تعالیٰ کی بہترین مخلوق ہیں جنہیں اس نے پیدا کر کے (فیضان کیلیئے) زمین میں پھیلا دیا ہے تو ان پر اللہ تعالیٰ کا سلام ہدیہ اور برکتیں ہوں جب تک زمین وآسمان قائم ہیں۔(فتوح الغیب مجلس نمبر **14**)

اللہ پاک ہمیں اپنی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم جس خود فریبی کا شکار ہیں اس سے باہر نکلنے کی ہمت عطا فرمائے اور حقیقی اور مقبول بندوں کی سنگت عطا فرمائے اور جھوٹے مکار فریبی اور جعلی اہل طریقت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

مدیر اعلیٰ

سیرت طیبہ

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عادات و معمولات

صاحبزادہ سید عمار یاسر ہمدانی

انداز رفتار :-

حضرت حسن بن علیؓ سے روایت ہے کہ سرکار دو جہاں ﷺ چلنے کے لئے قدم اٹھاتے تو قوت سے پاؤں اکھڑتا تھا اور قدم اس طرح رکھتے کہ آگے جھک پڑتا اور تواضع کے ساتھ قدم بڑھا کر چلتے ۔ چلنے میں ایسا معلوم ہوتا کہ گویا کسی بلندی سے نیچے کی طرف جا رہے ہیں جب کسی کروٹ کی طرف کی چیز کو دیکھنا چاہتے تو پورے پھر کر دیکھتے (یعنی کن اکھیوں سے دیکھنے کی عادت نہ تھی) نگاہ نیچی رکھتے ۔ آسمان کی طرف نگاہ کرنے کے بہ نسبت زمین کی طرف آپ ﷺ کی نگاہ زیادہ رہتی ۔ عموماً عادت آپ کی گوشہ چشم سے دیکھنے کی تھی (مطلب یہ کہ غایت حیاء سے پورا سر اٹھا کر نگاہ بھر کر نہ دیکھتے) اپنے اصحابؓ کو چلنے میں آگے کر دیتے ، جس سے ملتے تو پہلے سلام فرماتے (نشر الطیب)

حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ جب بلندی پر چڑھتے تو تکبیر (اللہ اکبر) کہتے اور جب نیچے وادیوں میں اترتے تو تسبیح (سبحان اللہ) کہتے (زاد المعاد)

تبسم :-

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کا ہنسنا صرف تبسم ہوتا تھا ۔ (شمائل ترمذی) بلکہ آپ محض تبسم ہی فرماتے ، کسی ہنسی کی بات پر آپؐ صرف مسکرا ہی دیتے (زاد المعاد) عبداللہ بن حارث کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے زیادہ تبسم کرنے والا نہیں دیکھا (شمائل ترمذی) حضرت جریرؓ فرماتے ہیں کہ جب بھی حضور اقدس ﷺ مجھے دیکھتے تو تبسم فرماتے یعنی خندہ پیشانی سے مسکراتے ہوئے ملتے تھے (شمائل ترمذی)

رونا :-

ہنسنے کی طرح حضور اکرم ﷺ کا رونا بھی ایسا ہی تھا کہ جس میں آواز پیدا نہ ہوتی ۔ گریہ کے وقت اتنا ضرور ہوتا کہ آپ کی آنکھیں ڈبڈبا آتیں اور آنسو بہہ جاتے اور سینے سے رونے کی ہلکی ہلکی آواز سنائی دیتی ۔ کبھی تو میت پر رحمت کے باعث رو دیتے اور کبھی امت پر نرمی اور خطرات کے باعث کبھی اللہ تعالیٰ کی خشیت کی وجہ سے اور کبھی کلام اللہ سنتے سنتے رو پڑتے ۔ یہ آخری رونا محبت اور اشتیاق اور اللہ تعالیٰ کے جلال و خشیت کی وجہ سے ہوتا

(زاد المعاد)

مزاج مبارک :-

آنحضرت ﷺ کی مجالس میں وقار سنجیدگی اور متانت کی فضا ہر وقت قائم رہتی ، یہاں تک کہ خود صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ لوگ حضور پاک ﷺ کی صحبت بابرکت میں ایسے باادب اور باتمکین ہو کر بیٹھتے کہ گویا کہ ان سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ ادنیٰ سی حرکت سے اڑ جائیں گے ، مگر پھر سرکار دو عالمؐ کی خوش طبعی کی جھلک ان متبرک صحبتوں کو خوشگوار بناتی رہتی کیونکہ سرکار دو جہاںؐ اگر ایک طرف نبی مرسل کی حیثیت سے مصروف رہتے تو دوسری طرف صحابہ کرامؓ کے ساتھ ایک بے تکلف دوست اور ایک خوش مزاج ساتھی کی حیثیت سے بھی میل جول رکھتے ۔ اگر زیادہ اوقات میں آپ کی مجلس ایک دینی درسگاہ اور تعلیمی ادارہ بنی رہتی تو کچھ دیر کیلئے خوش طبع مہذب دوستوں کی بیٹھک بھی بن جاتی جس میں ظرافت کی باتیں بھی ہوتیں ۔ گھر بار کے روزانہ کے قصے بھی بیان ہوتے ۔ غرض بے تکلفی سے آپ صحابہ کرامؓ کے ساتھ گفتگو فرماتے ۔

سرکارِ دو عالم ﷺ کی ظرافت کی تعریف آپ ہی کی زبان مبارک سے سن لیجیئے ،صحابہ کرامؓ نے آپ سے تعجب سے پوچھا کہ آپ بھی مذاق کرتے ہیں؟ تو آقا نے ارشاد فرمایا ''ہاں بے شک مگر مزاح سراسر سچائی اور حق ہے (شمائل نبوی ﷺ)''

مزاح کی چند مثالیں :-

ایک شخص نے خدمت ، اقدس میں حاضر ہوکر سواری کیلئے اونٹ کی درخواست کی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم کو سواری کی لئے اونٹنی کا بچہ دوں گا۔ وہ شخص حیران ہوا کیونکہ اونٹنی کا بچہ سواری کا کام کب دے سکتا ہے،عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میں اونٹنی کا بچہ کیا کروں گا؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی اونٹ ایسا بھی ہوتا جو اونٹنی کا بچہ نہ ہو؟ (شمائل نبویﷺ)

ایک مرتبہ ایک قریبی بزرگ خاتون خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے جنت نصیب کرے۔ آقا نے ارشاد فرمایا کہ بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی۔ یہ فرما کر آپ نماز کے لئے تشریف لے گئے اور بزرگ خاتون نے حضور اکرم ﷺ کے الفاظ سنتے ہی زار وقطار رونا شروع کردیا آپ نماز سے فارغ ہوکر تشریف لائے تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! جب سے آپ نے فرمایا کہ بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی یہ بڑھیا رو رہی ہے۔ آقا نے فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ بوڑھی عورتیں جنت میں جائیں گی مگر جوان ہوکر (شمائل نبوی ﷺ)

بچوں سے خوش طبعی :-

حضور نبی کریم ﷺ بچوں پر بہت شفقت فرماتے تھے ان سے محبت کرتے ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے ، ان کو پیار کرتے اور ان کے حق میں دعائے خیر فرماتے بچے قریب آتے تو ان کو گود میں لیتے ، بڑی محبت سے ان کو کھلاتے ، کبھی بچے کے سامنے اپنی زبان مبارک نکالتے ، بچہ خوش ہوتا اور بہلتا کبھی لیٹے ہوتے تو اپنے قدموں کے اندز کے تلووں پر بچے کو بٹھالیتے اور کبھی سینہ اطہر پر بچہ کو بٹھالیتے ۔ اگر کئی بچے ایک جگہ جمع ہوتے تو آپ ان کو قطار میں کھڑا کردیتے اور خود دونوں بازوؤں کو پھیلا کر بیٹھ جاتے اور فرماتے تم سب دوڑ کر میرے پاس آؤ، جو بچہ سب سے پہلے مجھے چُھولے گا میں اس کو انعام دوں گا۔ بچے بھاگ کر آپ کے پاس آتے کوئی آپ کے پیٹ مبارک پر گرتا کوئی سینہ اطہر پر، آقائے دو جہاں ﷺ ان کو سینہ مبارک سے لگاتے اور پیار کرتے (خصائل نبوی ﷺ)

حضور اکرم ﷺ جب بچوں کے قریب سے ہوکر گزرتے تو ان کو خود السلام علیکم فرماتے اور ان کے سر پر ہاتھ رکھتے اور چھوٹے بچوں کو گود میں اٹھالیتے حضورِ اکرم ﷺ کسی کی ماں کو دیکھتے کہ اپنے بچے سے پیار کررہی ہے تو بہت متاثر ہوتے کبھی ماؤں کی بچوں سے محبت کا ذکر آتا تو فرماتے اللہ تعالیٰ جس شخص کو اولاد دے اور وہ اس سے محبت کرے اور اس کا حق بجالائے تو وہ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے گا۔ جب حضور پاک ﷺ سفر سے تشریف لاتے تو راستے میں جو بچے ملتے انہیں نہایت شفقت سے اپنے آگے پیچھے سواری پر بٹھالیتے تھے بچے بھی آپ سے بڑی محبت کرتے تھے جہاں آپ کو دیکھا لپک کر آپ کے پاس پہنچ گئے۔ آپ ایک ایک کو گود میں اٹھاتے ، پیار کرتے اور کوئی کھانے کی چیز عنائت فرماتے۔ کبھی کھجوریں، کبھی تازہ پھل اور کبھی کوئی اور چیز۔ نماز کے وقت مقتدی عورتوں میں سے کسی کا بچہ روتا تو آپ نماز مختصر کردیتے تا کہ بچے کی ماں بے چین نہ ہو۔

(خصائل نبوی ﷺ)

اشعار سے دلچسپی :-

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ حضرت حسان بن ثابتؓ کے لئے مسجد میں منبر رکھا کرتے تھے تاکہ اس پر کھڑے ہو کر حضور پاک ﷺ کی تعریف میں فخریہ اشعار پڑھیں یا رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مدافعت کریں یعنی کفار کے الزامات کا جواب دیں اور آپؐ یہ بھی دعا فرماتے حق تعالیٰ شانہ روح القدس سے حسانؓ کی امداد فرمائے جب تک وہ دین کی امداد کرتے ہیں (شمائل ترمذی)

سلام کا جواب :-

جب کسی کا سلام آپ کو پہنچتا تو سلام کرنے والے کو بھی سلام کا جواب دیتے اور اس طرح فرماتے: عَلَیْکَ وَعَلٰی فُلَانٍ سَلَامٌ (شمائل ترمذی)

خط لکھوانا:-

حضور نبی کریم ﷺ کی عادت طیبہ خط لکھوانے کے متعلق یہ تھی کہ بسم اللہ کے بعد مرسل کا نام لکھواتے اور پھر مرسل الیہ کا نام لکھواتے اس کے بعد خط کا مضمون لکھواتے۔

تفریح :-

آنحضرت ﷺ باغات کی تفریح کو پسند فرماتے اور کبھی کبھی تفریح کیلئے باغات میں تشریف لے جاتے۔

تیرنے کا شوق :-

آنحضرت کبھی کبھی تیرنے کا بھی شوق فرماتے (شمائل ترمذی)

تین قسم کے لوگ

حضرت ابوبکر وراق ترمذیؒ فرماتے ہیں

کہ لوگ تین قسم کے ہیں اول امراء، دوم علماء، سوم فقراء

جب امراء بگڑ جائیں تو رعیت کی معاش اور کمائی بگڑ جاتی ہے۔

جب علماء بگڑ جائیں تو بندگی اور شریعت کے طریقے بگڑ جاتے ہیں۔

اور جب فقراء بگڑ جائیں تو لوگوں کی عادات خراب ہو جاتی ہیں۔

امراء کا بگڑنا ظلم سے ہوتا ہے علماء کا طمع سے اور فقراء کا ریا سے۔

فقہ

تبدیلیٔ نسب اور احکام شریعت

محترم قارئین ! اسلام دین فطرت ہے اور یہ اپنے ماننے والوں کو مکمل ہدایت اور رہنمائی فراہم کرتا ہے مگر موجودہ دور میں لوگ دین کے اہم معاملات کو دنیاوی اغراض و مقاصد کی خاطر پسِ پشت ڈالنے میں کچھ عار محسوس نہیں کرتے اور اس طرح وہ خدا اور رسولِ خدا ﷺ کی شریعت کے بالواسطہ منکر ہو جاتے ہیں۔اس مضمون میں ایک انتہائی اہم مسئلہ کی طرف اصلاح کی غرض سے مفتیانِ کرام سے رہنمائی لے کر قارئین کے پیش خدمت ہے تاکہ نیک فطرت اصلاح پائیں اور بدفطرت پر تنبیہ ظاہر ہو جائے۔ (مرتب) پروفیسر صاحبزادہ راشد مسعود کلیامی

خود کو کسی اور شخص سے نسباً منسوب کرنا یعنی اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی اور کو اپنا باپ بنانا قرآن وسنت میں انتہائی قبیح جرم ہونے کے ساتھ فعل حرام ہے۔مفتیان کرام نے اس جرم عظیم کو قرآن وسنت سے یوں بیان کیا ہے:-

نمبر1:

دارالافتاء جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور

کسی دنیوی منفعت یا کسی اور غرض کیلئے اپنی قوم تبدیل کر کے اپنے آپکو کسی اور قوم میں شامل کرنا شرعی طور پر ناجائز اور حرام ہے۔اس بارے میں ہمیں جن احادیث سے رہنمائی ملتی ہے ان میں سے متعدد حدیثیں سابقہ سوال میں ہی آ گئی ہیں بطور تبرک ایک حدیث شریف کا متن اور حوالہ جات زینت قرطاس کئے جاتے ہیں اصلاح کے خواہشمند افراد کیلئے اتنا ہی کافی ہے۔فرمان رسالت مآب ﷺ ہے:

''الا ومن ادعی الی غیر ابیه او تولی غیر موالیه رغبة عنهم فعلیه لعنة الله و الملئکة والناس اجمعین''

(مسند امام احمد بن حنبل حدیث نمبر ۷۰۔۔۔۔۔۶۶-۶۵-۱۷۶۶۴)

خلاصہ یہ کہ لوگوں کا یہ رویہ ان کے لئے دنیاوی مفاد کا ضامن تو کسی حد ہو سکتا ہے لیکن شرعی اور اخروی طور پر بہت مہلک ہے اور اس سے حد درجہ اجتناب ضروری ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

دارالافتاء جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور

نمبر2:

دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

بڑائی کا معیار قوم ذات یا پیشہ نہیں ہے بلکہ تقویٰ اور پرہیز گاری ہے لقولہ تعالی

ان اکرمکم عند الله اتقاکم (سورۃ الحجرات)

بنا بریں اس کو اختیار کرنا لازم ہے اور ان پیشوں کی وجہ سے کسی کو حقیر جاننا جائز نہیں باقی جو احادیث مبارکہ آپ نے نقل کی ہیں وہ درست ہیں کسی حال میں بھی اپنا نسب بدلنا شرعاً جائز نہیں ہے اور نہ ہی اپنے باپ کی جگہ کسی اور کو اپنا باپ بنانا جائز ہے لقوله تعالی ادعوهم لا بائهم (سورۃ الاحزاب) لہذا اس طرح کی کارروائی سے اجتناب لازم ہے ورنہ واقعی سخت وعیدیں ہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

نمبر 3:

دارالافتاء جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

مسئولہ صورت میں صرف ایک قباحت کا ذکر ہے حالانکہ ضمناً دو قسم کے گناہ مزید ہیں،

مسلمان کو بلا عذر شرعی اذیت دینا گناہ، ناحق مال غصب کرنا گناہ اور پھر غصب شدہ مال حرام وخبیث اور مال حرام کھانا گناہ، مال حرام کھلانا گناہ اور مال حرام کارِ خیر میں بنیت ثواب خرچ کرنا کفر ہے، گویا ناحق مال قبضے میں لینے کیلئے قوم ونسب میں ہی تبدیلی کا گناہ عظیم نہیں بلکہ اپنے ایمان کا جنازہ نکالنا ہے اور دنیا اور آخرت میں ذلت اور رسوائی کا طوق گلے میں ڈالنا ہے

صحیح بخاری شریف میں ہے نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

من اخذمن الارض شیئاً بغیر حصه خسف به یوم القیمة الی سبع الضین

یعنی جو شخص زمین میں سے کچھ ٹکڑا ناحق دبالے قیامت کے دن ساتویں زمین تک دھنسایا جائیگا

اور ایک روایت ہے نبی مکرم ﷺ نے فرمایا

من اذی مسلماً فقداذانی و من اذانی فقد اذی الله

یعنی جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی بے شک اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی

قرآن مجید میں ہے

الذین یؤذون الله و رسوله لعنهم الله فی الدنیا والآخرة

یعنی جس نے اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ کو اذیت دی اس پر دنیا وآخرت کی لعنت ہے۔

اور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا

''من ادعی الی غیر ابیه فعلیه لعنة الله و الملئکة والناس اجمعین
لا یقبل الله منه یوم القیٰمة صرفا ولا عدلا ''

یعنی اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنے کو منسوب کرے اس پر خود اللہ تعالیٰ اور سب فرشتوں اور آدمیوں کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا نہ فرض قبول کرے گا نہ نفل۔

لہذا وہ لوگ جو مال وجائیداد حاصل کرنے کے لئے گناہ در گناہ کر کے اپنے گلے میں لعنت کا طوق ڈال کر اپنی دنیا وآخرت برباد کر رہے ہیں انہیں اپنی ان مذکورہ بالا قبیح حرکتوں سے اجتناب لازم ہے۔

فقط واللہ اعلم بالصواب

دارالافتاء جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

نمبر 4:

دار الفتاء جامعہ دار العلوم کراچی

جاننا چاہئے کہ عزت وذلت کا معیار اللہ تعالیٰ کے نزدیک تقویٰ اور عمل صالح ہے، حسب ونسب اور قبیلہ اور پیشہ نہیں ہے لہذا اگر کسی شخص کا حسب ونسب اعلیٰ درجہ کا نہ ہوتو اسے اپنے آپ کو حقیر اور کم تر خیال نہیں کرنا چاہئے اور اپنے آپ کو عالی نسب ظاہر کرنے کیلئے یا کسی دنیاوی غرض کی وجہ سے اپنے اصل قبیلہ اور اصل حسب ونسب کو چھپا کر معاشرہ میں معزز سمجھے جانے والے کسی اور قبیلہ یا قوم کی طرف منسوب کرنا بلاشبہ ناجائز اور گناہ کبیرہ ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ادعوهم لاباءهم هو اقسط عند الله (سورۃ احزاب آیت نمبر 5)

ترجمہ: (لے پالکوں) کو ان کے حقیقی باپ کی طرف منسوب کر کے پکارو، اللہ تعالیٰ کے ہاں یہی پورا انصاف ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ حضرت سعد ابن ابی وقاص اور حضرت ابوبکرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''من ادعى الى غير ابيه وهو يعلم انه غير ابيه فالجنة عليه حرام (رواہ بخاری ومسلم وابوداؤد)

ترجمہ: جو شخص اپنے آپ کو باپ کے سوا کسی اور کی طرف منسوب کرے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ میرا باپ نہیں تو اس پر جنت حرام ہے

بخاری ومسلم میں ہے:

''من ادعى الى غير ابيه او انتمى الى غير مواليه فعليه لعنة الله و الملئكة والناس اجمعين لا يقبل الله منه يوم القيٰمة عدلا و صرفا''

جو شخص اپنے باپ کے سوا کسی دوسرے کی طرف اپنی نسبت کرے یا آزاد کردہ غلام اپنے آپ کو اپنے آقا کے قبیلہ کے سوا اور قبیلہ کی طرف نسبت کرے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ اس کا فرض قبول کرے گا نہ نفل۔

حضرت صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں کہ سرور عالم ﷺ نے فرمایا ہے

من ادعانسبا لا يعرف كفر بالله او انتفى من نسب وان دق كفر بالله (رواہ طبرانی فی الاوسط)

جو شخص ایسے نسب کا دعویٰ کرے جو اس کیلئے معروف نہیں تو اس نے اللہ تعالیٰ کا کفر کیا (یعنی نافرمانی کی)

یا کسی نسب سے تبری کی اگر چہ وہ ادنیٰ نسب ہو تو اس نے اللہ تعالیٰ کا کفر کیا

لہذا جو شخص سید یا ہاشمی نہ ہو سکا اس کا اپنے آپ کو سید یا ہاشمی کہنا یا لکھنا جائز نہیں یا جو واقعتاً صدیقی یا فاروقی یا عثمانی نہ ہو اس کا اپنے آپ کو صدیقی یا فاروقی یا عثمانی کہلوانا ناجائز اور حرام ہے اسی طرح معاشرہ میں حقیر سمجھے جانے والے پیشہ سے تعلق رکھنے والا شخص مثلاً قصائی کا اپنے آپ کو قریش کی طرف منسوب کرنا یا جولاہے کا اپنے آپ کو انصار کی طرف منسوب کرنا ناجائز اور حرام ہے نیز وارث بننے کی خاطر بھی مرنے والے شخص کی قوم کی طرف اپنی نسبت کرنا سراسر ناجائز ہے کیونکہ اس میں دھوکہ اور التباس ہے جو گناہ ہے اور اس طرح کوئی شخص شرعاً وارث نہیں بنتا اور اس بنیاد پر میراث حاصل کرنا ناجائز اور سخت گناہ ہے جس سے بچنا واجب ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو جواہر الفقہ جلد دوم میں رسالہ ''اسلام اور نسبی امتیازات'' مؤلفہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحب والله سبحانه اعلم بالصواب

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

تصوف

ادب و تعظیم روح تصوف

تیمور احمد مرزا

تصوف وہ تحریک ہے جسے جنم سرزمین عرب سے اور عروج سرزمین ہند سے ملا اس تحریک کا مقصد لوگوں کو روحانیت کی راہ سے اللہ کے احکام کی طرف مائل کرنا تھا۔ صوفی ایک ایسے شخص کو کہتے ہیں جس کا دل ہر قسم کے بغض، کینے اور دنیاوی ہوس وحسرت سے پاک ہو''ولی اللہ'' کا لفظ بھی صوفی کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ ولی اللہ یعنی اللہ کے دوست وہ ہیں جنہیں دیکھ کر اللہ کی یاد آجائے۔

اس خزانے کو وہی لوٹتے ہیں جن کے دل کی نظر فعال ہو۔ بحمد اللہ تعالیٰ کلیام شریف کے آستانہء عالیہ سے نسبت رکھنے والے، وہ دل کی نگا رکھتے ہیں اور ہر سال خواجگان کلیام اور بانی سلسلہ کلیام حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامی رحمۃ اللہ علیہ کے در سے یاد الٰہی اور عشق پنجتن کے خزانے حاصل کرتے ہیں یاد رہے کہ یہ وہی در ہے جس پر آکر فضل الدین ہاشمی ایک عام فرد سے فرد الزماں، شہبازِ لامکاں خواجہ فضل الدین کلیامی بنے۔

باقی تمام اسلامی تحریکوں کی طرح تصوف کی بھی بنیاد قرآن پاک اور حدیث نبوی پر قائم ہے۔ اس میں کوئی بھی کام خلاف شریعت نہیں۔ ہم تک تمام آداب طریقت صوفیاء کی مجالس وعظ اور کتابوں کے علاوہ سینہ بہ سینہ پہنچے ہیں۔ اس حوالے سے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے مرید خاص حضرت احمد ایاز نظامی کی تصنیف ''نظامی بنسری'' سے ایک اقتباس تصوف میں ادب و تعظیم کے اثرات اور اہمیت کے حوالے سے محترم قارئین اور اہل نسبت کی تربیت کے لئے بہت مفید ہوگا۔

حضرت احمد ایاز نظامی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:-

کئی دن سے یہ چرچا ہو رہا تھا کہ مغلوں کا بہت بڑا لشکر آرہا ہے جس نے ملتان، لاہور اور سرہند کی فوجوں کو شکست دی، اب وہ دلی کی طرف چلا آتا ہے اس کا سردار طرغی ہے جو بہت خونخوار مغل ہے ان خبروں سے سارے شہر میں گھبراہٹ پھیل ہوئی تھی اسلئے کہ علاؤالدین کی اچھی فوجیں دکن کی طرف گئی ہوئی تھی۔

(حضرت ایاز کہتے ہیں) آج سنا کہ مغلوں کا لشکر دہلی کے قریب پہنچ گیا۔ وہ لاکھوں کی تعداد میں ہیں اور شہر کے چاروں طرف ان کی فوجیں پھیل گئی ہیں۔ میں غیاث پور میں رہتا تھا جو سلطان علاؤالدین کے شہر سیری سے تین کوس دور شمال میں ہے تاہم غیاث پور کیو لکھ ہری اور اطراف کی سب آبادیوں میں جو شہر کے باہر واقع ہیں مغلوں کے محاصرے کی وجہ سے بہت زیادہ پریشانی پھیلی ہوئی تھی۔

آج صبح میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی مجلس میں حاضر تھا کہ سلطان علاؤالدین خلجی کا ولی عہد شہزادہ خضر خان، ملک نصرت، امیر خسروؒ کے ساتھ وہاں آیا اور تعظیم کر کے بیٹھ گیا امیر خسروؒ نے حضرت نظام الدین اولیاء سے دست بستہ عرض کیا:

''سلطان نے تعظیم بجالائی ہے اور یہ عرض کیا ہے کہ حضرت کو معلوم ہوگا کہ مغلوں نے سارے شہر کا محاصرہ کر لیا ہے۔ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے ملتان لاہور اور سرہند کی کامیابیوں سے ان کے دل شیر ہو گئے ہیں۔ ہماری اچھی فوج دکن گئی ہوئی ہے اگرچہ دلی شہر کے لاکھوں باشندے ہتھیار بند

ہیں اور کچھ فوج بھی موجود ہے تاہم حالات خطرے سے خالی نہیں۔ جو کچھ ہم سے ہوگا کریں گے، مگر ہم سب کا بھروسہ اللہ کی مدد پر ہے اور وہ آپ کی دعاء پر منحصر ہے''

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے یہ تقریر سن کر تبسم فرمایا اور گویا ہوئے:

''سلطان سے میری دعا کہنا اور یہ کہہ دینا کہ وہ اطمینان رکھے مغل کل واپس چلے جائیں گے''

امیر خسروؒ نے یہ ارشاد سن کر تعظیم کی۔ مگر میں نے دیکھا کہ ملک نصرت اور خضر خان دونوں نے ایک دوسرے کو حیرت اور تعجب سے دیکھا۔ تاہم امیر خسرو کے بعد انہوں نے بھی جھک کر حضرت کی تعظیم کی پھر تینوں باہر چلے گئے۔ میں نے خیال کیا کہ ملک نصرت اور خضر خان کو حضرت کے اس ارشاد پر تعجب ہوا ہوگا کہ مغل کل چلے جائیں گے آپ نے یہ کیسے فرمادیا مگر نہ ان دونوں کو کچھ کہنے کی جرات ہوئی نہ امیر خسروؒ نے کچھ دریافت کیا۔

''جو کچھ ہم سے ہوگا کریں گے، مگر ہم سب کا بھروسہ اللہ کی مدد پر ہے اور وہ آپ کی دعاء پر منحصر ہے''

جب تینوں چلے گئے تو حضرت نظام الدین اولیاء یکا یک کھڑے ہوگئے ایسا معلوم ہوتا تھا کسی کی تعظیم کیلئے کھڑے ہوئے ہیں ہم سب بھی کھڑے ہوگئے۔ مگر ہم لوگ حیران تھے کہ کوئی آنے والا دکھائی نہیں دیتا۔ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ کچھ دیر کے بعد حضرت بیٹھ گئے تو ہم بھی بیٹھ گئے مگر چند ساعت گزری ہوں گی کہ آپ پھر کھڑے ہوگئے۔ ہم بھی کھڑے ہوگئے، تھوڑی دیر حضرت کھڑے رہے پھر بیٹھ گئے۔ اس طرح سات دفعہ آپ کھڑے ہوئے اور بیٹھے۔

ہم آپس میں سرگوشیاں کرتے تھے کہ اس میں کوئی بہت بڑا راز پوشیدہ ہے مگر کسی کی مجال نہ تھی کہ حضرت سے اس کی وجہ پوچھتا آخر کچھ دیر ہوگئی تو میں نے جرات کی حضرت کے سامنے آیا اور تعظیم بجالا کر دست بستہ عرض کیا

''ہم کو یہ حق نہیں ہے کہ مخدوم سے غیبی رازوں کا حال دیافت کریں مگر مخدوم کی جو عنایتیں مجھ پردیسی کے حال پر ہیں انہوں نے مجھے ہمت دلائی ہے کہ یہ دریافت کروں کہ مخدوم کس کی تعظیم کیلئے سات بار کھڑے ہوئے تھے کیونکہ ہماری آنکھوں نے کسی آنے والے کو نہیں دیکھا''

حضرت نے یہ سن کر ارشاد فرمایا

''ہردیو! (حضرت ایاز کا اصل نام قبل از قبول اسلام) جب میں نے امیر خسرو اور ان کے ساتھیوں سے یہ کہا کہ مغل کل چلے جائیں گے تو اس وقت حضرت شیخ العالم حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کی روح پرفتوح کی طرف میری توجہ ہوئی کہ میں آپ کی برکت سے ان مغلوں کو کل تک یہاں سے روانہ کر دوں اور میرا دعدہ پورا ہوجائے۔ یکا یک میں نے باہر صحن میں ایک کتے کو دیکھا جس کا ہم شکل کتا میں نے اجودھن (پاکپتن شریف) میں دیکھا تھا۔ میں اس کی تعظیم کے لئے کھڑا ہوگیا۔ جب وہ ہٹ گیا تو میں بیٹھ گیا۔ وہ کتا پھر آیا اور میں پھر کھڑا ہوگیا اس طرح وہ کتا سات دفعہ آیا اور گیا میں نے سات بار اس کی تعظیم کی اگرچہ وہ کتا اجودھن کا نہیں تھا لیکن اجودھن کے کتے سے مشابہ تھا اسلئے میں نے اس کی تعظیم کی اور اب میرے دل کو اطمینان ہوگیا ہے کہ جو وعدہ میں نے سلطان علاؤالدین خلجی سے کیا ہے وہ پورا ہوجائے گا۔ کیونکہ مجھے اجودھن (پاکپتن شریف) کے کتے کا ہم شکل کتا دکھایا گیا ہے۔ چونکہ یہ دنیا اور اس کے طالب کتوں کے مشابہ قرار دیئے گئے ہیں، اس واسطے میں نے سمجھا کہ اجودھن کے کتے سے مشابہ کتا مجھے اس لئے دکھایا گیا ہے کہ جو دنیا کے کتے باہر سے آئے ہیں اور باہر چلے جائیں گے''

اگلے دن حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی مجلس منعقد تھی اور مریدین آپ کے حلقہ میں انتہائی عقیدت اور محبت کے عالم میں موجود تھے مجلس

پر کچھ دیر سکوت طاری رہا پھر آپ نے فرمایا'' وہ سب جا رہے ہیں ان کا جانا ضروری تھا ان کو تو حضرت شیخ العالم بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے (جانے کا) حکم دیا تھا''

آخر کار مخلوق نے اپنی آنکھوں سے اللہ کے ولی کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کو امر ہوتے دیکھا۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود   گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

اس واقعہ کو پڑھنے کے بعد ہر شخص اپنا احتساب کر سکتا ہے کہ وہ کن عظیم اور مقبول اولیاء اللہ سے نسبت و عقیدت رکھتا ہے اور اس کا عمل ان مقبولان بارگاہ الٰہی کے بالکل خلاف ہے اسلئے کہ یہ بات پوری طرح سے عیاں ہے کہ صوفیاء اور درویشوں کے مسلک میں ادب اور تعظیم ہی سب کچھ ہے کیونکہ ادب و تعظیم سے اطاعت پیدا ہوتی ہے اور یہ اطاعت، اطاعت رسول ﷺ اور اطاعت الٰہی کی طرف لے کر جاتی ہے جس سے صاحب نسبت اور سالک رضائے الٰہی کی منزل سے ہمکنار ہوتا ہے اور اس طرح انسان کی تخلیق کا مقصد پورا ہوتا ہے۔

اسی لئے ادب و تعظیم صوفیاء عرفاء اور مقبولان بارگاہ الٰہی کی تعلیمات کا اہم ترین جز ہے۔

اگر کلیام شریف کے حوالے سے دیکھا جائے تو یہاں بزگان دین کے پردہ فرمانے کے بعد عموماً اس چیز کی کمی محسوس کی جاتی ہے اور ادب و تعظیم جانچنے کے تمام پیمانے بیکار نظر آتے ہیں۔

حالانکہ فرد الزماں حضرت خواجہ فضل الدین کلیامیؒ نے اپنے مرشد پاک بانیء سلسلہ کلیام شریف حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کی قدم گاہ کو اپنی سجدہ گاہ بنایا، اپنی ساری عمر اپنے مرشد گرامی کے روضہء اقدس میں اسلئے داخل نہ ہوئے کہ انجانے میں بھی کوئی گستاخی سرزد نہ ہو جائے اور آپ کے اپنے مرشد گرامی کے ساتھ ادب و تعظیم کی انتہا یہ تھی کہ اپنی قبر کو اپنے مرشد پاک کے قدموں میں ایک فاصلے پر بنوانا پسند فرمایا جس کو آج بھی ہر زائر اپنی آنکھوں سے دیکھ کر خواجہ فضل الدین کلیامیؒ کے اس ادب و تعظیم کے سبق کو سیکھ سکتا ہے۔ مگر شومئی قسمت بعد والوں نے خواجہ فضل الدینؒ کے اس مسلک عشق و محبت اور ادب و تعظیم کو نہ صرف بھلا دیا بلکہ اس راستے کے بالکل الٹ چلنا شروع کر دیا اور پھر گستاخیوں کی حد یہ ہوئی کہ باقاعدہ جان بوجھ کر رسالوں اور کتابوں میں خواجہ فضل الدینؒ کے ساتھ اندھی عقیدت کا اظہار یوں کیا کہ آپ کا مرتبہ بڑھاتے بڑھاتے مرشد گرامی حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کے مقام و منصب کو پس پشت ڈال دیا اور اسطرح بالفاظ دیگر خواجہ فضل الدین کلیامی کے مرشد گرامی حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کے ساتھ گستاخانہ رویہ اصلاً خواجہ فضل الدین کلیامیؒ کے ساتھ گستاخی اور بے ادبی بن گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور خواجہ حافظ شریف خان کلیامیؒ خواجہ فضل الدین کی پیدائش سے پہلے کلیام اعوان تشریف لا چکے تھے اور آپ کو آپ کے مرشد گرامی نے رشد و ہدایت کے منصب پر فائز کر کے علاقہ پوٹھوہار کی بنجر زمین کو آباد کرنے کے لئے منتخب فرمایا تھا اور پھر آج کلیام کے لہلہاتے کھیت اور گونجتی آذانیں اللہ کے فضل حضور رحمت کائنات ﷺ کی رحمت اور حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان کلیامیؒ کے فیض کا ثمر ہیں۔

> فرد الزماں حضرت خواجہ فضل الدین کلیامیؒ کے فقر کا ستارہ آسمانِ دنیا پر پوری آب و تاب کے ساتھ چمکا جس کی مکمل سرپرستی، نگرانی اور تربیت آپ کے مرشد گرامی حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ نے فرمائی

فرد الزماں خواجہ خواجگاں حضرت خواجہ فضل الدین کلیامیؒ نے اپنے مرشد گرامی سے اپنا حصہ فیض خوب حاصل کیا اور آپ کی ولایت اور فقر کا ستارہ آسمانِ دنیا پر پوری آب و تاب کے ساتھ چمکا جس کی مکمل سرپرستی، نگرانی اور تربیت آپ کے مرشد گرامی حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ نے فرمائی۔ اور آج تک گلی گلی نگر نگر، فضل فضل کی صدا کے ساتھ خواجہء کلیامی خواجہ حافظ محمد شریف چشتی صابریؒ کا مرشد و مربی ہونے کا مقام و مرتبہ پوری طرح واضح اور روشن انداز میں اہل نظر پر عیاں ہے۔

یادرفتگاں

حضرت خواجہ الف دین چشتی صابری کلیامیؒ

تیمور احمد مرزا

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی

حضرت خواجہ الف دین چشتی صابری کلیامیؒ کا تعلق کلیام شریف کے روحانی سلسلہ کے بانی حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کے خانوادے سے ہے۔ آپؒ حضور حافظ صاحب کے بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ حافظ غلام مصطفیٰ چشتی صابری کلیامیؒ کے بڑے فرزند ہیں۔ بقول حضرت میاں محمد بخشؒ

دردمنداں دے درد محمد دین گواہی حالوں
جس پلے پھُل بدھے ہون خشبو دین رومالوں

آپ اپنے جدامجد حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان کلیامی کے حقیقی خلف ثابت ہوئے۔

حقیقتاً آپؒ کی عادات واطوار سے حضور حافظؒ صاحب کی آپؒ سے نسبی تعلق اور روحانی نسبت کی خوشبو محسوس ہوتی تھی۔ آپؒ ایک کامل ولی اللہ تھے۔ آپ تقویٰ وطہارت کے زیور سے آراستہ، دینی علوم خصوصاً، فارسی، عربی، حکمت اور علم نجوم پر بھی مہارت رکھتے تھے۔ آپؒ ایک متحمل مزاج شخصیت کے مالک تھے، سادہ غذا اور سادہ لباس آپ کی عادات میں شامل تھا۔ الغرض پابندی شریعت آپ کا اوڑھنا بچھونا تھا

حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ اور پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ، سید معظم علی شاہ جلھاری آپؒ کے ہم عصر بزرگانِ دین میں شامل ہیں۔

حضرت خواجہ الف دین کلیامیؒ کے بارے میں کھیری مورت سے تعلق رکھنے والے راجہ مولا بخش صاحب نے اپنی تصنیف ''گلزارِ فضل'' میں ان الفاظ سے ذکر کیا ہے۔

ہو کے قطب جلال آبادوں آئے	وچ ولایت پٹھوار بھائی
حافظ صاحبؒ دے دو فرزند ہوئے	ارجمند تے دولتمندار بھائی
وڈے صاحب غلام مصطفیٰ ہوئے	اگو انہاں دے پتر ن چار بھائی
الف دینؒ وڈے علم والے	تقویدار، وڈے دیندار بھائی
خاندان اصیل، اولاد صابر	مولا شاد رکھے لیل نہار بھائی
اج کل وچ کلیام آباد رہندے	حافظ صاحبؒ دے پھل انار بھائی

حضرت خواجہ الف دین چشتی صابری کلیامیؒ، کلیام کے باسیوں کو قرآن مجید کی تعلیم دیتے اور یہ بات کلیام شریف میں خاص وعام کو معلوم تھی کہ آپؒ کے شاگردوں میں انسانوں کے ساتھ ساتھ جنات بھی شامل تھے۔ آپ کے صاجزادوں، مرزا عبدالحکیمؒ (المعروف سائیں نذر کلیامیؒ) اور بابا غلام جیلانیؒ کے ذریعے، ہم تک آپؒ کی ذاتی اشیاء پہنچیں جن میں حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کے

بال مبارک، مغل مہرِ عبادت خانہ،اس کے علاوہ کتب اور آپ کی ذاتی ڈائری شامل ہیں۔

جب میرے بڑے بھائی صاجزادہ راشد مسعود کلیامی، اُن کے دوست سید عمار یاسر ہمدانی اور میں نے ان کتب کا بغور مطالعہ کیا تو علم کے اس خزانے سے نادر معلومات ملیں ۔مولود شریف حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ میں مصنف آصف علی خان سکنہ فرخ آباد (حال انڈیا) نے لشکری (قدیم اردو) میں نبی اکرم ﷺ کی ولادت مبارکہ سے لے کر سانحہ کربلا تک ایک ایک واقعہ آیات واحادیث کی روشنی میں نہایت خوبصورتی سے قلمبند کیا ہے۔ سکندر نامہ نامی کتاب میں روحانیت کے مختلف پہلو بیان کیے گیے ہیں۔اس کتاب کی خاص بات اس کے آخری صفحہ پر یہ کلمات درج ہیں۔''ایں کتاب سکندر نامہ درحق وملکیت میاں شریف بیگ''

یہ فقرہ اس کتاب پر حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کی ملکیت کو ظاہر کرتا ہے۔ چنانچہ مولانا جامی کا سکندر نامہ حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کے زیرے مطالعہ رہا اور حضرت خواجہ الف دین چشتی صابری کلیامیؒ نے بھی اس سے اسرار و رموزِ روحانیت حاصل کیے۔اس کتاب کا حاشیہ بدست مبارک حضور حافظ صاحب چشتی صابری کلیامیؒ درج ہے۔

حضرت خواجہ الف دین چشتی صابری کلیامیؒ نے اپنی ڈائری میں سلسلہ چشتی کے وظائف، دم اور تعویزات، نہایت خوشخطی سے قلمبند فرمائے ہیں۔سلسلہ چشتیہ صابریہ کلیام شریف کا شجرہ طریقت اور حضور حافظ صاحب چشتی صابری کلیامیؒ کا شجرہ نسب آپؒ نے اسی ڈائری میں محفوظ کیا ہے۔اس ڈائری نے ہم تینوں کو اس وقت حیرت میں مبتلا کر دیا جب ایک صفحے پر حضور غوث الثقلین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادیؒ سے منسوب ایک وظیفہ درج پایا اور اس پر حضور غوث العظمؒ کی مہر مبارک بھی لگی ہوئی تھی۔اس صفحے کے مطالعہ اور مہر مبارک کی موجودگی سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت خواجہ الف دین چشتی صابری کلیامیؒ کو دادا کے فیض کے ساتھ ساتھ حضور غوث پاکؓ سے خصوصی منظوری اور فیض بھی عطاء ہوا۔

حضرت خواجہ الف دین چشتی صابری کلیامیؒ کا حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کی تمام اولاد پر احسان ہے کہ انہوں نے اس پاک سلسلے کے سنہرے ورثے کو قلمبند کر کے محفوظ کر دیا۔آپؒ کی ذات آپؒ کے دادا حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کے فیض کا اظہار اور ان کی شخصیت کی آئینہ دار تھی۔جگر گوشہ خواجہ حافظ چشتی صابری کلیامیؒ نے علم و عمل کے ساتھ ساتھ میدانِ عشق میں بھی خود کو منوایا۔اللہ رب العزت آپ کی نظرِ شفقت خواجہ حافظ صاحب چشتی صابری کلیامیؒ کے گھرانے اور عقیدت مندوں پر ہمیشہ قائم رکھے۔آمین

حضرت خواجہ الف دین چشتی صابری کلیامیؒ کا مزار مبارک کلیام شریف میں ان کے صاجزادے مرزا عبدالحکیمؒ (سائیں نذر کلیامیؒ) کے حجرے کے سامنے واقع ہے۔اس حجرے کا ذکر کرنا اس ضروری تھا کیوں کہ اس حجرے میں سائیں نذر کلیامیؒ بیشتر اوقات عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے تھے۔اسی حجرے کی وجہ سے کلیام ہائی سکول کے پیچھے کے تمام علاقے کو ''حجرہ'' کہا جاتا ہے۔آپؒ کی قبر مبارک کی دائیں جانب آپ کے چھوٹے صاجزادے بابا غلام جیلانیؒ اور آپ کے بھتیجے (میرے نانا) حضرت میاں یوسف کلیامیؒ، کی قبریں ہیں۔جبکہ بائیں جانب (میرے دادا) سائیں نذر کلیامیؒ اور خواجہ الف دینؒ کے پوتے مرزا محمد اورنگزیب صاحب کی قبریں واقع ہیں۔

یادرفتگاں

حضرت حافظ سید محمود عبداللہ شاہ کرخی المعروف

عربی شاہ قلندرؒ

ظفر محمود چشتی (گوجر خان)

تمام حمد وثنا سروری زیبا اس ذات بے ہمتا کو ہے جو خالقِ کائنات اور مالکِ ارض وسما ہے۔ اس کی عظمتیں عظیم الشان، اس کے احسانات بے پایاں اور دلائل و براہین روشن جاوید۔ وہ جاہ وجلال کے حجابات میں پوشیدہ اور کمال وکارسازی میں یکتا ہے وہم وگمان اس کے تصور سے عاری اور تعریف میں تمثیل اس کے احاطہ سے عاجز ہے۔ ہر شے اس کی کریمی وغفاری کی محتاج اور الفتِ مادرانہ سے ستر گنا زائد اس کی مہر وشفقت عاصیوں کے لئے مژدۂ جانفزا ہے۔

بے حد درود وسلام سرکار دو عالم ﷺ کی ذاتِ اطہر پر جن کی بدولت ہر چیز کو تخلیق کا عز وشرف ملا ارض وسما اور اس کی ہر شے کا حسن وجمال اور حرکت وحیات انہی کے نورِ مجسم کی رہین منت ہے۔ وہ گلشنِ وحدت کے پھول ہیں جن کی مہک عرفانِ حق کیلئے مشامِ جاں بنی۔ وہی اس عالم رنگ وبو کے بزم آرا ہیں جن کا دامنِ رحمۃ اللعالمینی یوم حشر کو سیاہ کاروں کیلئے جائے پناہ وبخشش ہوگا۔ ان کی آلؓ اور اصحابؓ پر اللہ تعالیٰ کی برکتیں و رحمتیں تا ابد جاری وساری رہیں۔

لاکھوں سلام ان نفوسِ قدسیہ پر جن کے قلوب ذاتِ کبریا نے تجلیات وارادت کے لطائف سے ضیا بار کر کے ان کے سینوں کو آبِ معرفت سے معمور کیا۔ ان پر اپنے کرم کے دروازے وا کر کے ان کی زبانوں پر علم وحکمت کے چشمے جاری کیے ان کا مقصدِ حیات اقامتِ دین اور وصال الی الحق تھا انہوں نے بھٹکی ہوئی انسانیت کو ظلمت کدوں سے نکال کر جادۂ مستقیم پر گامزن کیا ان کے رشد وہدایت سے کفر وشرک اور فسق وفجور کے زنار ٹوٹ گئے۔ تقویٰ وپارسائی، محبت واخوت، ایثار وقربانی کی آبیاری سے چمنستانِ دہر کا ہر غنچۂ حق وصداقت کا پھول بن کر مہکا، اس وقت کرۂ ارض پر کروڑوں فرزندانِ توحید کا وجود ان مردانِ حق کی نگاہِ کیمیا کا مظہر ہے جنہوں نے اپنی سیرت وکردار سے گم گشتہ راہ انسانوں کو نورِ اسلام سے فیضیاب کیا۔ اسیرانِ نفس وہوا ان کی خانقاہوں سے کندن بن کر نکلے۔ ان مدارس سے عظیم المرتبت فقہا، محدثین اور فضلا پیدا ہوئے جنہوں نے علمی، فکری اور اخلاقی طور پر ہر دور میں امتِ مسلمہ کی رہنمائی کی ان کی قدم بوسی کو بڑے بڑے سلاطین وقت امرا اور روسا اپنے لئے باعثِ سعادت سمجھتے تھے۔ چنانچہ وہ اس عامِ عبرت گاہ میں مخلوق کے ہادی ومہدی اور اربابِ تقویٰ کے رہبر وپیشوا بنے۔ انہی خاصانِ الٰہی کو ارض وسما میں تمکن عطا ہوا۔ انہی بارگاہ صمدیت کے مقبولان اور خیر الاخیار میں سے ایک ہستی میرے محسن اعظم، شیخ طریقت آلِ مصطفیٰ ﷺ دلبر مرتضیٰ فیض رسانِ عشق ومستی نازِ طریق قلندری نورِ نظر معروف کرخیؒ حضرت حافظ سید محمود عبداللہ شاہ کرخی المعروف عربی شاہ قلندرؒ کی ہے۔

زیرِ نظر مضمون میں اس ناچیز (راقم الحروف) نے آپؒ کے احوال وکمالات کو اختصار سے رقم کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ میری زندگی کا ایک ایک لمحہ آپ کی نظرِ التفات کی بدولت گزر رہا ہے آپ کی ذات عنایت وہبی سے خوشحال اور دولتِ ازلی سے مالا مال ہے۔ آپ کا تعلق اس گروہ

مردانِ خدا سے ہے جو جام بادہ بے خودی نوش فرما کر شمع جلال ایزدی پر شیفتہ اور سطوت، خداوندی پر فریفتہ ہوتا ہے۔ یہ مرد میدان تفرید صحرائی توحید میں رہتے ہیں اصطلاحات صوفیہ میں ان کو قلندر کہتے ہیں یہ حضرات شوقِ دیدار میں ایسے مستغرق اور محو ہوتے ہیں کہ بحرِ فنا میں اپنی ہستی کو ڈبو کر مرتبہ بقائے کامل حاصل کر لیتے ہیں۔

بقول حافظ شیرازی:-

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت است بر جریدۂ عالمِ دوام ما

حضرت عربی شاہ قلندر انہی عاشقانِ صادق میں سے ایک تھے جو راہِ محبت میں فراق کے رنج اور ہجر کے صدمے سہتے ہیں اور راہِ تسلیم و رضا پر ثابت قدم رہتے ہیں۔ ہمیشہ عالمِ حیرت اور حالتِ بے خودی میں رہتے ہیں۔ عالمِ جوش و مستی اور حالتِ وجد میں جو کچھ فرماتے ہیں وہ یادِ مطلوبِ حقیقی سے خالی نہیں ہوتا۔ یادِ محبوب اور تصورِ مطلوب میں ہمہ تن مصروف ہونا طریقِ محبت میں عاشقوں کا فرض پنجگانہ ہے بقول مولانا رومؒ:-

نمازِ عاشقاں ترکِ وجود است

جس طرح آپ کی ذات بابرکات سراپا مظہرِ وجودِ عشق ہے اسی طرح آپ کے نام نامی کو لفظ عشق سے نسبت حاصل ہے۔

رازِ حروفِ عشق سے ہے آشنا قلندر

ع ش اور ق سے ہے عربی شاہ قلندر

آپ ذوق و شوقِ الٰہی عشقِ رسول ﷺ علم و حلم جود و سخا اور محبت صادق سے سرشار تھے آپکی زندگی فروغ محبت غریب نوازی اور فیض رسانی سے عبارت تھی سخاوت آپکو اپنے اجداد سے ورثہ میں ملی تھی برصغیر کے بہت سے نامور صوفیا اور اولیاء کرام آپکی نگاہِ فیض رساں سے فیض یاب ہوئے۔ برصغیر پاک و ہند کے اکثر علماء اور مشائخ آپ کا علمی روحانی اور نسبی مقام کی وجہ سے بے حد احترام کرتے تھے۔

آپ کا تعلق عراق کے معروف روحانی قصبے ادیان سے تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی سلطان الاولیاء سید شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے ملتا ہے اس طرح آپ حسنی حسینی سادات میں سے تھے۔ آپ کے والد گرامی سید رضی الدین المعروف دوستِ خدا عراق کی معروف ترین روحانی ہستی سیدنا خواجہ معروف کرخی کے سجادہ نشین تھے انہوں نے منت مانی تھی کہ اپنے سب سے بڑے بیٹے کو تبلیغ دین متین اور منزلِ راہِ سلوک کیلئے اللہ کے سپرد کروں گا اس طرح آپ کو دس سال کی عمر میں بیت اللہ شریف میں سپرد خدا کیا گیا۔ آپ نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے جید علماء سے حفظ قرآن اور ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ ایک روایت کے مطابق آپ کے اساتذہ نے آپ کی فطانت سے متاثر ہو کر آپ کو اعلیٰ تعلیم کیلئے مصر کی معروف درسگاہ جامعہ الازہر میں داخل کروایا وہاں سے آپ نے فارغ تحصیلِ علم ہو کر سیر و فی الارض کا آغاز کیا آپ نے فلسطین، شام، عراق اور ایران میں بہت سے اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری دی اور فیوض و برکات حاصل کیے اس طرح آپ عرب و عجم کو سمیٹتے ہوئے ہندوستان تشریف لائے۔ ہندوستان میں

آپ نے بہت سے روحانی مراکز میں قیام کیا جن میں اجمیر شریف، دہلی، کلیر شریف، پاکپتن شریف، سیہون شریف، کھڑی شریف (آزاد کشمیر) اور گولڑہ شریف قابلِ ذکر ہیں آپ فرماتے تھے کہ کلیر شریف میں حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابرؒ نے مجھے شرفِ ملاقات وزیارت بخشا اور عربی شاہ قلندر کا لقب عطا فرمایا۔ میرا ان سے نسبی اور قلبی تعلق تھا۔ ہندوستان کی سیاحت کے بعد آپ نے پنجاب کے معروف خطہِ پوٹھوہار میں مستقل سکونت اختیار کی آپ کے خطہِ پوٹھوہار کی مشہور علمی و روحانی شخصیات حضرت قبلہ بابو جیؒ صاحب گولڑہ شریف، سید سیدن شاہ صاحبؒ کلس شریف، میاں عطاء محمد صاحبؒ کھڑی شریف، سید عبداللہ شاہ صاحبؒ بھنگالی شریف، بابا لال شاہ صاحبؒ مری، سید قربان شاہ بخاری صاحبؒ حصال شریف، حاجی فقیر عزت شاہ صاحب وارثیؒ چھپر شریف سے گہرے قلبی مراسم تھے آپ کا سب سے زیادہ قیام تحصیل گوجرخان کے معروف قصبے بھاٹہ میں (تقریباً 30 سال) رہا۔ آپ کو سماع سے بہت رغبت تھی بھاٹہ کے مشہور صوفی قاضی منصبدارؒ جن کو اللہ تعالیٰ نے حافظ اور خوش الحانی سے نوازا تھا یہاں تک کہ انہیں حضرت میاں محمد بخشؒ کی مشہور تصنیف سیف الملوک ازبر تھی۔ آپ قاضی صاحب سے ستار کے ساتھ سیف الملوک اور دیگر صوفیاء کا عارفانہ کلام سنتے تو آپ پر رقعت اور وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ آپ کی کشف و کرامات سخاوت اور روحانی کمالات کا یہ عالم تھا کہ روزانہ ان گنت سائل آپ کی نگاہِ کرم سے مستفیض ہوتے آپ کے نورانی چہرہ پر نظر پڑتے ہی ان کے دل کی بے چینی دور ہو جاتی۔ آپ کا وصال 25 جمادی الثانی بمطابق یکم نومبر 1964ء کو ہوا آپ کا مزار مبارک موہڑہ جنڈی شریف نزد بیول تحصیل گوجرخان میں مرجع خلائق عام ہے اور بھاٹہ میں آپ کی نشست گاہ حجرہ مبارک پر آج بھی ہزاروں لوگ حاضر ہو کر فیض یاب ہوتے ہیں۔

جہاں فانی قلندر کو بقا ہے
قلندر مظہرِ ذاتِ خدا ہے
یہ دنیا ہے ریاکاروں کی دنیا
قلندر کا سخن ہی بے ریا ہے
نہیں جاتا سوالی در سے خالی
قلندر منبع جود و سخا ہے
رہے سارے غلاموں پہ نوازش
یہی تیرے ظفر کی بس دعا ہے

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ جیسے بے علم و عمل اور پر تقصیر سمیت آپ کے تمام مریدین اور عقیدت مندوں کے قلوب و اذہان کو حضرت عربی شاہ قلندر کے فیوض و برکات سے منور فرمائے اور دنیا و آخرت میں آپ کی نگاہِ کرم ہماری مشکل کشائی کا باعث ہو اور تا قیامت آپ کا فیض جاری و ساری رہے۔

آباد خدا رکھے ساقی تیرا میخانہ

(آمین)